مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، میت کی ایک بیوہ، آٹھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے، ترکہ کس نسبت سے تقسیم ہوگا۔ شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے۔

الجامعة الاشرفية
دار الافتاء
شارع فيروزبور لاهور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ جو کچھ میت نے منقولہ، غیر منقولہ مال وجائیداد، سونا، چاندی، نقدی، برتن، کپڑے، چھوٹا بڑا گھریلو سازوسامان، بنک بیلنس، موٹر سائیکل، کار وغیرہ اور وہ قرضہ جو مرحوم نے کسی سے لینا ہو، چھوڑا ہے، وہ سب کا سب میت کا ترکہ شمار ہوگا۔ اس میں سب سے پہلے میت کے کفن دفن کا خرچہ نکالا جائے گا، اگر کسی نے تبرعًا ادا کر دیا ہو تو الگ بات ہے، پھر اگر میت کے ذمہ کوئی قرض واجب الادا ہے، تو اس کو ادا کیا جائے گا۔ اگرچہ سارا مال ہی اس میں چلا جائے۔ اس کے بعد بقیہ ترکہ میں سے اگر میت کی طرف سے کوئی جائز وصیت غیر وارث کے لیے کی گئی ہو تو وہ بقیہ مال کے ایک تہائی تک نافذ العمل ہوگی۔ اس کے بعد جو حلال مال بچے وہ شرعی ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

بشرط صحت بیان صورت مسئولہ میں اگر مرحوم کی وفات کے وقت ان کے شرعی ورثاء میں، ایک بیوہ، آٹھ بیٹے اور ایک بیٹی ہی شامل ہیں، تو بعد از ادائیگی حقوق ثلاثہ مرحوم کے کل حلال ترکہ کے 136 برابر حصے کر کے بیوہ کو 17 برابر حصے یعنی 12.5 فیصد، بیٹی کو 7 برابر حصے یعنی 5.14 فیصد اور ہر ہر بیٹے کو 14,14 برابر حصے یعنی 10.29 فیصد دیا جائے گا۔

تتعلق بتركة الميت حقوق أربعة: الأول: يبدأ بتكفينه وتجهيزه ... ثم تقضى ديونه من جميع ما بقي من ماله، ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين، ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة والإجماع۔ (السراجي في الميراث ص: ٣-٤، كذا في الدر المختار / كتاب الفرائض ٦،٧٥٩ كراجى، الفتاوىٰ الهندية / أول كتاب الفرائض ٦،٤٤٧ زكريا)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۵/ جمادی الثانی/ ۱۴۴۴ھ

08/ جنوری/ 2024ء

دار الافتاء
رقم الافتاء: 162/159
التاريخ: 8/1/24
الجامعة الاشرفية

الجواب صحیح
بندہ ابوجعفر محمد غفرلہ
۲۵/۶/۴۵ھ

الجواب صحیح

الجامعة الاشرفية
دار الافتاء
شارع فيروزبور لاهور